OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 5, Issue 4 (October-December 2022)

# روحانی طریقہ علاج کا آغاز وارتقا: ایک تعارفی مطالعہ

# An Introductory Study of the Origins and Evolution of Spiritual Therapy

**Sajid Hussain Shah**

*Doctoral candidate, Department of Islamic studies and Arabic, Gomal University D.I. Khan*

**Dr. Maznzoor Ahmad**

*Assistant Professor, Department of Islamic studies and Arabic, Gomal University D.I. Khan*

## Abstract

This research evaluates the brief introduction of spiritual therapy, its effectiveness and archaeologically background. It is fact that religion is one the defensive aspects that facilitates optimistic outcomes and ideal way to release the spiritual and physical diseases that develops a confidence to patent to face illness. Similarly reciting of holy Quran is also beneficial for human being in Muslim society specially meanwhile non-Muslims also have a positive effect on their mental and physical health when they listen holy Quran with different frequencies. It is also important to find spiritual therapist which is expert in diagnoses and treatment of patient and have characteristics expressed in Quran and sunnah. This article explained the definition, background of spirituality and spiritual therapy and therapist with detail of such method of treatment in different way in the light of Islamic teaching.

**Key words:** Spiritual therapy, origin, evolution, introductory study

CC BY

## تمہید

انسان اور انسانی زندگی خیر وشر اور آسائش ومصیبت سے مرکب ہے۔ انسان کبھی مجسمہ خیر تو کبھی شر، اسی طرح زندگی انسان کے لئے جنت مثال بھی ہے اور دوزخ کی طرح دکھ وتکالیف کا مسکن بھی۔ خوشی کا آنا جیسے فطری امر ہے ایسے ہی مرض کا لاحق ہونا بھی ایک فطرتی عمل ہے۔ اللہ تعالی نے ہر مرض کا علاج بھی پیدا کر دیا ہے، یہ علاج طبی ومیڈیکل کے ساتھ ساتھ روحانی بھی تجویز کیا گیا ہے۔ طب یا میڈیکل سائنس کا انکار تو دنیا میں کسی فرد واحد نے بھی نہیں کیا ہے مگر روحانی طریقہ علاج پر مختلف جہات سے مختلف قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ روحانی طریقہ علاج کا کسی نہ کسی مذہب کے ساتھ تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب کے منکرین نے خصوصی طور پر اسے ہدف تنقید بنایا ہے۔ مقالہ ہذا میں روحانیت اور روحانی علاج کے آغاز وارتقاء کا اجمالی تعارف پیش کیا گیا ہے۔

## روحانیت کا معنی ومفہوم

روحانیت ایک خالصتاً مذہبی اصطلاح ہے جو زمانہ قدیم سے استعمال ہوتی آ رہی ہے، روحانیت کا لفظ روح سے نکلا ہے۔ روح کے متعلق بھی محققین کا اختلاف ہے۔ روح کی جتنی بھی تعریفیں ذکر کی گئی ہیں ان سب میں اختلاف ہے۔ spiritism اردو میں روحانیت، عربی میں روحیۃ، فارسی میں معنویت اور انگریزی میں روحیت اور نسمیت کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ روحیت کی تعریف یوں ذکر کی گئی ہے۔ روحیت یا نسمیت ایک قدیم تصور ہے جس کے مطابق ایک روح (روح کائنات) غیر مادی ہے۔ اس کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کی اشیاء اور حیوانی مظاہر ایک غیر مادی روح سے پیدا کئے گئے ہیں۔ روحیت یا اینی مزم کے مطابق ہر چیز، جگہ اور مخلوق میں الگ روح ہوتی ہے۔ اس عقیدے کے مطابق جانور، پتھر، پودے، دریا، موسم، انسانی ہاتھوں کی بنائی اشیاء حتی کہ الفاظ بھی آگاہی اور احساس رکھتے ہیں۔ یہ انسانوں سے رابطہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ انسانوں یا دوسروں کے افعال سے خوش اور ناراض بھی ہو سکتے ہیں۔ پامسٹ کے عقائد کے مطابق انسانوں اور دیگر وجود کے درمیان گیت، رقص یا تقریب کے ذریعے گفتگو ہو سکتی ہے۔ ان عقائد کے ماننے والوں کے نزدیک ایک شکاری ہرنوں کے ریوڑ میں کسی ایک ہرن کو خود کو قربان کرنے کا کہہ سکتا ہے اور کامیاب شکار کی صورت میں شکار ہرن سے معافی مانگ سکتا ہے۔ 1 ایک روح بمعنی سانس ہے۔ سانس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے مگر روح کیا ہے؟ روح کا مادہ کیا ہے؟ اس میں محققین کا اختلاف ہے۔ روح کے ساتھ ساتھ جب روحانیت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو روحانیت کس چیز کا نام ہے؟ جب یہی روحانیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس کے مدمقابل مادیت کا لفظ بھی ذہن میں آ جاتا ہے۔ روحانیت اصل میں مذہب کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے جبکہ مادیت مذہب کے منکرین کا عقیدہ ہے، جو روحانیت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ روحانیت الفاظ یا تعریفات سے محسوس نہیں ہوتی بلکہ یہ دل کی ایک خاص کیفیت ہے۔ اسی وجہ سے ڈاکٹر سعید احمد سعیدی لکھتے ہیں کہ روحانیت کا مفہوم الفاظ کے ہیر پھیر سے سمجھ نہیں آتا ہے۔ "روحانیت نہ تو الفاظ کے پیچ وخم میں الجھی ہوئی کوئی گتھی سلجھانے کا نام ہے اور نہ اصطلاحات کی گہرائیوں میں غواصی کرنے کا، روحانیت نہ تو سطح آب پر پاؤں رکھ کے دوسرے کنارے پر پہنچ جانے کو کہتے ہیں اور نہ ہی ہوا کے دوش پر محو پرواز ہونے کو، روحانیت یہ بھی نہیں کہ آپ دہکتے کوئلوں پر بغیر کسی پریشانی کے ایستادہ رہیں اور نہ ہی روحانیت یہ ہے کہ آپ چشم زدن میں ملکوں ملکوں گھوم آئیں، روحانیت جن، بھوت یا پری کو مسخر کر لینے کا نام بھی ہر گز نہیں اور نہ لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے کسی دوسری قسم کی شعبدہ بازی کو کہتے ہیں، لوگوں کے دلوں کی باتیں جان لینا، پوشیدہ احوال سے آگاہ ہو جانا، ہاتھ پھیر کر کسی کو شفا بخش دینا، احوال

قبور سے شناسائی حاصل کرلینا ، محبوب کو قدموں میں لے آنا کاٹ پلٹ کے ماہر بن جانا ، روحانی ہونے کی ہر گز دلیل نہیں"۔2روحانیت جو کہ مادیت کا متضاد ہے۔ اس کی تعریف علامہ رازی یوں کرتے ہیں۔اما الروحانية فاثنان :تكميل القوة النظرية بالعلم و تكميل القوة العملية بالاخلاق الفاضلة3روحانیت دو چیزیں ہیں ایک تو علم کے ذریعے قوت نظریہ کی تکمیل اور اخلاق فاضلہ کے ذریعے قوت عملیہ کی تکمیل۔ علامہ رازی کے نزدیک اصل میں روحانیت اور تصوف و تزکیہ میں کچھ فرق نہیں ہے کیونکہ روحانیت کا تعلق بھی باطن سے اور تصوف کا تعلق بھی باطن سے ہے۔ تصوف کے حاملین کے نزدیک روحانیت کا علم حاصل کرنا ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ لازم ہے۔ تصوف اور روحانیت کے متعلق نبی پاک کی حدیث ہے۔ حضرت مالک بن انسؓ فرماتے ہیں۔من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينها فقد تحقق4جس نے فقہ حاصل کی اور تصوف نہ سیکھا وہ فاسق ہے۔ جس نے تصوف تو سیکھا مگر فقہ نہ سیکھا وہ زندیق ہے۔ جس نے دونوں کو جمع کیا وہ فلاح پا گیا۔ علم و عمل کی بھٹی جسے کندن بناڈالتی ہے اسے روحانیت کہتے ہیں، اس عمل کی بھٹی کو آپ تصوف کہہ لیں یا تزکیہ و تصفیہ، اسے احسان کا نام دے لیں یا طریقت و حقیقت کا، بعد ازاں اس کے اثرات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ یہی اصل میں روحانیت ہے۔ روح کی ہزاروں تعریفیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک محقق کی نقل کردہ روح کی تعریف کچھ اس طرح ہے: 1۔ فیثا غورث کا خیال ہے کہ روح ایک ایسی قوت ہے جو (حیوانات و نباتات) ہر جاندار اشیاء کے درمیان جاری و ساری ہے۔2۔ سقراط نے کہا روح چھوٹے چھوٹے ناقابل تقسیم ذروں پر مشتمل ہے۔3۔ ارسطو نے کہا کہ یہ ایک ایسی اکائی ہے جو فی ذاتہ مکمل ہے۔4۔ برطانیہ کے رابن فرامین نے روح کو متحرک یادداشت قرار دیا ہے۔5۔ ڈبلیو ایچ مائرز کے خیال میں جسمانی شخصیت کے علاوہ جو مادی جسم سے اعلی و ارفع ہے یہ موت کے بعد بھی برقرار رہتی ہے"۔5 محققین کی تعریفات میں اختلاف اپنی جگہ مگر اس بات پر متفق ہیں کہ روح کا وجود ہے۔ اور اس کا انکار کسی نے نہیں کیا ہے۔ اسی طرح مسلم محققین کی بیان کردہ تعریفات میں بھی کافی اختلاف نظر آتا ہے۔ 1۔ اکثر مفکرین مثلا ارسطو، امام غزالی، خواجہ شمس الدین عظیمی، شاہ ولی اللہ وغیرہ نے روح کو تین حصوں (1) روح حیوانی (2) روح انسانی (3) روح اعظم میں تقسیم کیا۔2۔ امام مالک، ابو اسحق نے کہا کہ یہ جسم ہی کی طرح مکمل نورانی صورت یا جسم لطیف ہے۔3۔ شاہ ولی اللہ نے روح کو رروح یقظہ، روح انسانی، روح حیوانی اور نورانی نقطہ کہا۔۔6 روح سے متعلق دنیا میں بہت سی تعریفات ذکر کی گئی ہیں۔ مگر قرآن مجید نے روح کو اللہ کا حکم قرار دیا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی درج ذیل آیت اس سیاق میں نقل کی جاتی ہے۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤاُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا7 "یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں، کہو" یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے، مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔ روحانیت مغرب کی نظر میں مذہب کے حوالہ سے مغرب کا معاشرہ دو بنیادی اقسام میں منقسم ہے۔ ایک وہ جو روحانیت کے قائل ہیں دوسرے وہ جو مادیت کے قائل ہیں۔ مادیت پرست لوگ مذہب کے منکر ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا میں عیش و عشرت اور دنیاوی سہولیات ہی اصل میں زندگی کا مشن ہے۔ ذیل میں چند مغربی محققین کی روحانیت کی تعریفیں ذکر کی جاتی ہیں۔

1۔ پروفیسر سٹیمپ لکھتے ہیں۔

"Awareness within the individuals of a sense of connectedness that exists between inner self and the world"8

روحانیت کسی بھی شخص کے اندرونی شعور کا نام ہے جو کہ انسان کے باطن اور دنیا کے ربط کے ساتھ موجود رہتا ہے۔

2۔mitroff and denton نے یوں تعریف کی ہے۔

"It is be connected with your whole self, others and the entire universe"9

روحانیت کا انسان کے پورے جسم و روح اور پوری دنیا کے ساتھ تعلق ہے گویا کہ روحانیت کا تعلق پوری دنیا کے ساتھ ہے۔ اہل مغرب نے روحانیت کی بہت سی تعریفیں ذکر کی ہیں مگر ان تعریفوں میں سے کوئی بھی تعریف جامع نہیں ہے جیسا کہ ایک اور محقق لکھتے ہیں:

"First, spirituality is a difficult concept to define or measure. There are as many definitions of spirituality as studies that investigate it. There are no widely accepted operational measures for it, either. Second, despite its popularity, many potential subjects and researchers still consider spirituality too personal to be discussed".10

روحانیت کا مفہوم بیان کرنا بہت مشکل کام ہے۔ دینا میں بہت سی تعریفات ذکر کی گئی ہیں۔ مگر کوئی جامع تعریف نہیں ہے۔ دوسرا محققین روحانیت کو انسان کے باطن سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اسی نکتہ نظر سے اس کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

**اسلام کا نظریہ روحانیت**

اسلام ایک کامل دین ہے۔ اسلام کے ہر عقیدہ اور نظریہ میں اعتدال ہے۔ اسلام جہاں ایک طرف لوگوں کو عبادت اور تقوی کا درس دیتا ہے تو دوسری طرف رزق حلال کی کمائی کو عین عبادت قرار دیتا ہے۔ دنیاوی معاملات کے ساتھ ساتھ اسلام انسان کی باطنی پاکیزگی پر بھی زور دیتا ہے اور باطنی پاکیزگی ایمان، عمل صالح کے بغیر ناممکن ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا "11": یقینا جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمن ان کے لیے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا" انسان کی تخلیق میں دو عنصر پائے جاتے ہیں۔ ایک مادی عنصر او ردوسرا جوہر یعنی روح ہے۔ انسان ان دونوں کا مرکب ہے۔ انسان کی تخلیق دو عناصر سے ہوتی ہے: ایک مادی عنصر ہے، جو حرکت میں رہتا ہے اور نشوونما پاتا رہتا ہے۔ دوسرا عنصر جوہر ہے، جو مادہ سے الگ تھلگ ہے۔ اس کے خاص مظاہر ہیں جیسے غور و فکر، علم و ارادہ، محبت و نفرت، اخلاق حسنہ یا اخلاق ذمیمہ، جیسا کہ علامہ عفیف عبد الفتاح لکھتے ہیں:"ان دونوں عناصر کی اپنی مرغوبات ہیں جن کی تحصیل کے لیے انسان آخری حدود تک دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ جسم کی مرغوبات کھانا، پانی اور دوسری تمام خواہشات اور جسمانی لذتیں ہیں۔ اور روح کی ترقی کے بھی مدارج ہیں جن سے محنت اور جدوجہد کے لحاظ سے مختلف نصیبے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ روح کا بدن سے اتصال ہے اور اس اتصال میں بہت سی آزمائشیں ہیں۔ چنانچہ اکثریت آج اپنی

خواہشات اور لذتوں کی غلام بن کر رہ گئی ہے اور ان کی انسانیت محض حیوانیت کے درجہ میں گر چکی ہے بلکہ بسا اوقات لوگ عام حیوانیت کی سطح سے بھی گر جاتے ہیں کیونکہ انھیں غور وفکر کی صلاحیت سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ وہ ایسی ایسی شہوتیں ایجاد کرتے ہیں جن تک حیوان کی عقل بھی نہیں جاتی۔"12

اسلام اپنے ماننے والوں کو درس دیتا ہے کہ روح اور جسم کے درمیان اعتدال پیدا کیا جائے۔ قرآن میں جہاں کہیں دنیا کا ذکر ہے ساتھ ہی آخرت کا ذکر ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:۔"وَابْتَغِ فِيْمَآاٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآاَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ"13 "جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر۔ احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے" اسلام اپنے پیروں کاروں کو زیب و زینت سے آراستہ ہونے اور جائز لذتوں کو استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے بشرطیکہ وہ اعتدال کے اندر ہو۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:"يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗلَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِه وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ "14 "اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقعے پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اے نبی ﷺ، ان سے کہو، کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے روز خالصتہ انہی کے لیے ہوں گی۔ اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھنے والے ہیں" اللہ نے مسلمانوں کو جو دعا سکھائی اس میں دنیا و آخرت دونوں کے مطالبات جمع ہیں۔"فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَه فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۔وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ "15" انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب، ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ دے دے۔ ایسے شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اے ہمارے رب، ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ ایسے لوگ اپنی کمائی کے مطابق (دونوں جگہ) حصہ پائیں گے اور اللہ کو حساب چکاتے کچھ دیر نہیں لگتی" اللہ تعالی مسلمانوں کو پاکیزہ رزق منتخب کرنے کا حکم دیتا ہے:"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ "16 اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو" اسلام کے نظریہ روحانیت کے مطابق دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔ قرآن مجید نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے کے متعلق متعدد مقامات پر ارشاد فرمائے ہیں۔"مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۔اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ڮ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ "17 جو لوگ اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوش نمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں

ہے۔(وہاں معلوم ہو جائے گا کہ)جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیا میٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے"

**مقرب بندوں کی توصیف**

"وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ "18" خدا ترس لوگوں سے جب پوچھا جاتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے، جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ " بہترین چیز اتری ہے"۔ اس طرح کے بہترین اعمال اللہ کو پسند ہیں اور ان کو انجام دینے والا آخرت میں وہ سب کچھ حاصل کرلے گا۔ جس کی اس دنیا میں توقع کی تھی۔ اس دنیا کی حالت اللہ تعالی ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:"وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ "19 دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے، حقیقت میں آخرت ہی کا مقام ان لوگوں کے لیے بہتر ہے، جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں" تمام انسانوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے:"يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ "20 لوگو، اللہ کا وعدہ یقینا برحق ہے۔ لہذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ وہ بڑا دھوکے باز تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے پائے۔" اسلام کے نظریہ روحانیت میں دنیا کی عیش کوشی کی مذمت کی گئی ہے۔ جو لوگ بھی دنیا کی عیش کوشی میں مصروف ہوتے ہیں۔ وہی حق سے ہر زمانہ میں دور ہوتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:"وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا اِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ"21 کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں ایک خبر دار کرنے والا بھیجا ہو اور اس بستی کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہ نہ کہا ہو کہ "جو پیغام تم لے کر آئے ہو اس کو ہم نہیں مانتے" انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ ہم تم سے زیادہ مال اولاد رکھتے ہیں اور ہم ہرگز سزا پانے والے نہیں ہیں" ڈاکٹر عبد الفتاح، قرآن کی روحانی تعلیمات کی روشنی میں مال ودولت کی کشمکش اور دنیاوی پریشانیوں کو یوں بیان کرتے ہیں۔ "اس دور میں مال ودولت کی کشمکش اپنے شباب پر پہنچ چکی ہے۔ اس نے انسانوں کو خدا سے اور اخلاقی اقدار کی پابندی سے برگشتہ کر دیا ہے۔ یہ وہ فتنہ ہے جس نے ان بیشتر مسائل کو جنم دیا ہے، جس سے آج دنیا پریشان ہے۔ اسی لیے قرآنی تعلیمات مال کے فتنوں کو کم کرنے اور ان کے نقصانات بیان کرنے کی طرف بطور خاص توجہ دیتی ہیں تاکہ ان سے لوگ بچ سکیں، اور مال ودولت کی لامحدود ہوس سے خبر دار کرتی ہیں جو انہیں ان کے دین ومذہب سے غافل کر دیتی ہے۔""22 یہ غفلت وسستی ذکر الہی کی راہ میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ مومنین صادقین کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی کہتا ہے:"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۽ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ "23 یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز اور ادائے زکواۃ سے غافل نہیں کر دیتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی۔" اللہ تعالی مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ ان کے دل مال ودولت کے جمع کرنے میں نہ الجھیں بلکہ ضروری ہے کہ وہ اللہ واحد کی رضا کے لئے تیاری کریں:"وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ "24" اور تیرے رب کی رحمت اس دولت سے زیادہ قیمتی ہے، جو یہ سمیٹ رہے ہیں۔" پھر قرآن نے مال سے اس طرح بحث کی کہ اس سے جنم لینے والے فتنے اور برائیاں ختم ہو جائیں اور یہ مختلف شکلوں سے ممکن ہے۔

**روحانیت بمقابلہ مادیت**

آج کا دور جدید ایجادات کے عروج کا دور ہے۔ویسے تو ہر دور میں مادہ پرست لوگ رہے ہیں۔ مگر آج کے دور میں مادیت پرستوں کی تعداد میں اضافہ ہورہاہے۔مادیت کے حامل لوگ خدا کے منکر اور مذہب کے منکر ہیں۔ ان کے نزدیک اصل میں زندگی عیش وعشرت کا نام ہے۔اس سلسلہ میں الپ ضیاء تحریر کرتے ہیں۔"مادیت اور لامذہبیت اپنی ذات کے اعتبار سے بالکل ایک تخریبی چیز ہے۔خدا کا انکار، روح کا انکار اور کائنات کی غرض وغایت کا انکار۔انھیں چند انکاروں پر اس کی پوری عمارت قائم ہے۔مادیت کو کوئی اثباتی و ایجابی حیثیت حاصل نہیں ہے۔اس لیے انسانی زندگی کی تعمیر و تشکیل میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔زوزف وڈ کرچ نے اپنے بارے میں لکھاہے کہ جب وہ مذہبی خیالات سے دستبردار ہوا تو اسے نہ صرف باہمی کوفت اور روحانی کرب کا سامنا کرنا پڑا بلکہ اخلاقیات کے بارے میں تو اسے بالکل مایوس ہو جانا پڑا۔خدا کے انکار کے بعد نہ صرف یہ کہ دنیا اپنی محبوبیتوں سے یکسر خالی ہو جاتی ہے، زمین کی حیثیت نہ صرف یہ کہ ایک تاریک اور اجنبی ستارہ کی رہ جاتی ہے بلکہ انسانی زندگی سے اطمینان وسکون ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتے ہیں۔اخلاقی قوانین کی پاسداری کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔عہد و پیمان کا پاس ولحاظ ابلہی کا ہم معنی قرار پاتا ہے۔انسانی زندگی "کھاؤ پیو اور خوش رہو۔"25مادی دور میں مادیت کے پھیلنے کی وجہ سائنس اور ٹیکنالوجی ہے۔ہر چیز کو جب سائنس کی کسوٹی پر ماپا جاتا ہے تو اس سے لوگ مذہب سے بیزار ہو جاتے ہیں۔اس کی وجہ ڈاکٹر سیف الاسلام یوں بیان کرتے ہیں۔"موجودہ دور مادی ترقی کے عروج کا دور ہے۔سائنس اس مادی دنیا کا سب سے بڑا علمی معیار ہے۔اس دور میں ہر بات کو سائنسی پیمانے پر پرکھا اور جانچا جاتا ہے۔فقط اسی چیز کو حق مانا جاتا ہے جو سائنسی پیمانوں پر کماحقہ پورا اتر رہی ہو اور جو چیز سائنسی کسوٹی پر پورا نہ اترے اسے محض تصور و تخیل اور توہمات پرستی تصور کرتے ہوئے رد کر دیا جاتا ہے، جبکہ جدید سائنسی تحقیقات کی بدولت اسلامی تعلیمات کی روز افزوں تائید و توثیق میسر آرہی ہے۔بدقسمتی سے امت مسلمہ بالعموم مادہ پرستی کے چنگل میں پھنس کر روحانی زندگی سے دور ہٹتی چلی جارہی ہے۔اسلام کو بھی مادہ پرستی کا لبادہ پہنایا جارہاہے۔"26مادیت میں صرف اور صرف دولت ہی ہوتی ہے، جبکہ روحانیت میں اخلاق اور ظاہری وباطنی تربیت پر کافی زور دیا جاتا ہے۔اخلاق ہی انسان کی ضرورت ہے۔روحانیت ومادیت میں اخلاقی اقدار بنیادی اکائی کا درجہ رکھتی ہیں۔"انسان کی سب سے بڑی ضرورت اخلاقی اقدار کا حصول ہے۔صرف اخلاق ہی ایک ایسا قابل قدر جوہر ہے جس کے ذریعے روحانی، مادی اور جمالیاتی قدر و قیمت میں توافق اور ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے۔اسی کے ذریعہ معاشرے میں پائے جانے والے تضادات باہمی توافق میں بدل جاتے ہیں۔صرف اخلاق ہی کے ذریعہ انسان کی زندگی اس حقیقت کے ساتھ ہم آہنگ ہوتی ہے جو تغیرات سے بلند وبالا ہے۔حقیقت کے ساتھ زندگی کی اسی ہم آہنگی اور توافق کا نام حقیقی آزادی اور صداقت کا حصول ہے۔کائنات کی توجیہ وتعمیر اخلاقی اقدار کو تسلیم کئے بغیر ممکن نہیں۔"27 جیسا کہ ماقبل ذکر کیاہے مادیت اصل میں فریب ہے۔اور وہ مادی فوائد کی خاطر کسی بھی شخص کو دھوکہ دے سکتاہے۔"تہذیب وتربیت اور تزکیہ کے بغیر انسان اپنی فطرت پر قائم نہیں رہ سکتا۔اور نہ اپنے فطری تقاضوں کو پورا کر سکتاہے۔وہ جانتاہے کہ کسی کو دھوکا دینا اچھا نہیں۔وہ اپنے بارے میں پسند نہیں کرے گا کہ کوئی اسے فریب دے کر نقصان پہنچائے۔لیکن اس کے باوجود وہ موقع پاکر مادی اغراض کے لیے دوسروں کو فریب دے سکتاہے۔اگر قریبی مفاد کے سوا اس کے پیش نظر کوئی اور مفاد نہیں۔اگر اس کے دل میں خوف خدا اور آخرت کی جوابدہی کا احساس نہیں تو پھر کیوں وہ اپنے دل کی بے معنی آواز پر دھیان دے کر نقد فائدوں سے محروم رہے۔اگر تہذیب وتزکیہ کے بغیر ہی انسان اپنی فطرت پر قائم رہ سکتا تو دنیا میں فتنہ وشر کا سرے سے وجود ہی نہ ہوتا۔"28مادیت پسند لوگ دولت کی بنیاد پر اخلاقی

برائیوں اور بد اخلاقیوں کو نہ صرف اپنے لیے بلکہ اس کو معاشرہ کے لیے بھی جائز قرار دیتے ہیں۔"وہ لوگ جن کے پاس مسائل کو سمجھنے کے لیے افادی نقطہ نظر کے سوا کوئی نقطہ نظر نہیں جن کے پاس مادی معیار کے سوا کوئی دوسرا معیار نہ ممکن ہے۔ یہاں یہ کہیں کہ انسان کی تمام برائیوں اور بد اخلاقیوں کا سبب صرف اس کی تنگدستی اور مفلسی ہے۔ اگر انسان تنگدستی و ناداری میں مبتلا نہ ہو تو پھر وہ ظلم وزیادتی کے قریب بھی کیوں جائے گا۔ وہ معاشی مجبوریاں ہوتی ہیں جن کے سبب انسان غلط قدم اٹھانے پر مجبور ہوتا ہے۔ حقیقت میں کوئی شخص بھی گنہگار نہیں ہے۔ حالات انسان کو گنہکار بناتے ہیں۔ انسان جس ماحول اور جس معاشی نظام سے گھرا ہوا ہوتا ہے اس سے الگ وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ کسی بھی دور کے انسان کو سمجھنے کے لیے صرف اتنا کافی ہے آپ اس دور کے ذرائع پیداوار سے واقفیت بہم پہنچالیں۔ معاشی نظام کی ہیئت ہی میں انسان کا سارا راز پوشیدہ ہے۔ یہ مذہب واخلاق، تہذیب و کلچر سب معاشی صورت حال کی پیداوار ہیں۔ لیکن ظاہر ہے یہ حقائق کا نہایت سطحی مطالعہ ہے۔"29

**روحانی علاج کا معنی و مفہوم**

روحانی علاج دو الفاظ کا مرکب ہے۔ ایک روحانی اور دوسرا علاج۔ روحانی کی تعریف ما قبل گزر چکی ہے۔ ذیل میں سب سے پہلے علاج کا لغوی معنی ذکر کیا جاتا ہے۔ علاج عربی زبان میں ثلاثی مجرد سے ہے۔ *معجم اللغۃ العربیہ* میں ہے "عالج يعالج معالجة، علاجا فهو معالج والمفعول معالج عالج المريض داواه عالج العطل بحث عنه واصلحه عالج المشكلة "30 علاج، عالج کا مصدر ہے اور اس کا معنی دوا کرتے ہیں اور اس کا استعمال کسی مشکل کا حل تلاش کرنے یا کسی کام کی اصلاح کے لئے بھی ہوتا ہے۔ علاج کے مترادف ایک لفظ طب بھی ہے۔ طب کا لغوی معنی کچھ یوں ہے۔"الطب علاج الجسم والنفس اجل طب و طبيب عالم بالطب"31 طب جسمانی اور روحانی علاج کا نام ہے۔ طبیب اس آدمی کو کہا جاتا ہے جو علاج کرتا ہے یا طب کا علم جانتا ہے۔ علاج کی اصطلاح میں تعریف کچھ یوں ذکر کی گئی ہے۔"هو علم يتصرف منه احوال بدن الانسان من جهته مايصح و يزول عن الصحة ليحفظ الصحة حاصلة ويستردهازائلة"32 علاج وہ علم ہے جس کے ذریعے انسانی بدن کے احوال کی صحت و تندرستی اور زوال صحت کے اعتبار جانا جاتا ہے تاکہ اس کی صحت کی حفاظت کی جاسکے اور زائل شدہ حصہ کو دوبارہ تندرست کیا جاسکے۔ محمد رواس قلعجی نے علاج کی ایسی تعریف ذکر کی ہے جس میں جسمانی علاج اور روحانی علاج دونوں شامل ہیں۔"استعمال ما يكون به شفاء المرض باذن الله من عقار اور قيه او علاج طبعی کالتمسید وکوہ"33 کسی بھی ایسی چیز کا استعمال کرنا علاج ہے جس کے سبب سے من جانب اللہ بیماری سے نجات مل جائے چاہے وہ طریقہ دوائی لینا، دم کرنا، یا مساج کروانا ہو۔ روحانی علاج کی ایک تعریف عیسائی روحانی معالجین نے بھی ہے۔ برطانیہ میں عیسائیوں نے ایک ادارہ spiritual healing sanctuary کے نام سے قائم کیا ہے۔ جس میں روحانی علاج کیا جاتا ہے۔ اس خانقاہ کے راہبوں نے روحانی علاج کی تعریف ذکر کی ہے۔ روحانی علاج الوہی علاج ہے۔ یعنی صحت بخشی کا خداداد طریقہ حق تعالی کے مقدس فرشتوں اور پاک روحوں کے ذریعے سے مریضوں کو تندرست کیا جاتا ہے۔ یہ عطیہ خداوندی ہے۔34

**علاج کی اقسام**

مصیبت تکلیف اور بیماری ہر انسان کی زندگی کا حصہ ہے۔اور ہر بیماری کا علاج بھی ہے۔اور دنیا کے تمام مذاہب بیماری کا علاج کروانے پر متفق ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں علاج کی درج ذیل اقسام ہیں۔1۔ادویات بشمول (آپریشن وجراحی 2۔دم (آیات مسنونہ دعائیں) 3۔ادویات اور دم وغیرہ کا مرکب

روحانی علاج کے مختلف طریقے واقسام ہیں۔ آگے چل کر ہم ان کا تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے۔بنیادی طور پر روحانی علاج کی دو اقسام ہیں۔1۔ جائز روحانی علاج ۔اس میں دم ، تعویز، دعااور طب نبوی سے ماخوذ اسلامی روحانی طریقہ علاج ہے۔اس روحانی علاج کے معالجین کے لئے شرط ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر کامل ایمان رکھیں۔جائز روحانی علاج کی بنیادی شرط ایمان ہے۔2۔ناجائز روحانی علاج۔اس علاج میں جادو، نظر بد لگاناوغیرہ وغیرہ ہیں۔یاوہ دم یامنتر جن میں شرکیہ کلمات موجود ہیں۔

**علاج کروانے کا حکم**

پہلے تو یہ بات دیکھنی چاہئے کہ علاج کروانا کیسا ہے؟ نبی پاک ﷺ احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ علاج کروانا سنت نبوی ﷺ ہے۔چاہے وہ علاج طب اور میڈیکل کا ہو یا روحانی علاج ہو۔ذیل میں چند احادیث مبارکہ علاج کروانے کے ثبوت کی غرض سے حاضر خدمت ہیں۔1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے :" احتجم، واعطی الحجام اجرہ واستعط"35 نبی پاک ﷺ نے حجامہ لگوائے اور اس کی اجرت بھی دی۔2۔"آپ ﷺ اپنی صحت کی بہتری کے لیے تلبینہ کھاتے تھے"36تلبینہ دودھ ، کھجور اور شہد کے مرقع کا نام ہے جو ہمارے پنجاب میں حلوہ یاپنجیری کی طرح کوئی چیز ہے، آپ ﷺ نے اس کا فائدہ بھی بتایا۔3۔"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ رنگ والی عورت کو مرگی کے دورے پڑتے تھے۔اس نے آپ ﷺ سے شفاء کے لیے درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: چاہو تو میں دعا کردیتا ہوں تاکہ شفا مل جائے ورنہ صبر کرو اللہ جنت دے گا"437۔"جب آپ ﷺ کے سامنے کے دانت شہید ہوئے اور چہرہ مبارک پر زخم آئے تو زخموں سے خون بند کرنے کے لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھانے چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم پر رکھی"38علاج کروانا سنت نبوی ﷺ ہے اس پر مزید بھی کئی احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔جیسا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:"عن اسامة بن شريک قال اتيت الى النبى واصحابه كائنماعلى رؤوسهم الطير فسلمت ثم جلست فجاء الاعراب من ههنا و ههنا فقالوا: یارسول اللہ !اء نتداوى؟ فقال تداووافان الله تعالى لم يضع داء الا وضع له دواء غير داء واحدالهرم ."39"اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اس حال میں کہ آپ کے صحابہ ایسی حالت میں تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، میں نے سلام کیا، پھر میں بیٹھ گیا، پھر دیہاتی ادھر ادھر سے آئے، انھوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ! آپ علاج فرماتے ہیں ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: علاج کیا کرو، بے شک اللہ تعالی نے کوئی بیماری پیدا نہیں فرمائی مگر اس کے لیے دوا بھی پیدا فرمائی، سوائے ایک بیماری کے اور وہ ہے بڑھاپا"نبی پاک ﷺ نے علاج کے ساتھ ساتھ احتیاط اور اچھی خوراک کے متعلق بھی ارشادات فرمائے ہیں۔جیسا کہ ام منذر بیان کرتی ہیں۔"عن ام المنذربنت قيس الانصارية قالت:دخل على رسول الله ومعه على(وعلى ناقه من مرض) ولنا دوال معلقة : وكان النبى ياكل منها:فتناول على لياكل : فقال النبى :مه ياعلى ! انک ناقه ، قالت : فصنعت للنبى سلقا وشعيرا!: فقال النبى !يا على : من هذا

فاصب فانه انفع لک"40"حضرت ام منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے، ہماری کھجوروں کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے تھے، آپ ﷺ وہ کھجور کھانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی ساتھ میں کھانے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! ٹھہرو تم ابھی ناتواں ہو۔ ام منذر کہتی ہیں کہ پھر میں نے آنحضرت ﷺ کے لیے چقندر اور جو پکائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! اس میں سے کھاؤ یہ تمھارے لیے نفع مند ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوا اور علاج سے بندہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ لھذا اس صورت میں ایک طرف تو قرآن نے صبر کی تلقین کی ہے۔ اور قرآن و حدیث میں کسی ایک مقام پر بھی ناامید ہو کر علاج نہ کروانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن نے ہر مقام پر صبر کی تلقین کی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:"قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ"41"آپ کہہ دیجیے کہ ہمیں سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے حق میں لکھ رکھا ہے کوئی چیز پہنچ نہیں سکتی۔ وہ ہمارا کارساز اور مولا ہے۔ مومنوں کو تو اللہ تعالی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"جیسا کہ فرمان رسول اکرم ﷺ ہے:"عجبا لامر المرء المسلم، ان امرہ کلہ خیر ولیس ذلک لاحد الاللمؤمن، ان اصابتہ سراء شکر فکان خیر الہ، وان اءصابتہ ضرآء صبر فکان خیر الہ "42" مسلمان کے تمام معاملات پسندیدہ ہیں۔ اس کے تمام کاموں میں بھلائی ہی بھلائی ہوتی ہے۔ یہ (نعمت) صرف مومن کو حاصل ہوتی ہے۔ اگر مسلمان کو خوشی ملتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے، اس میں اس کے لیے بہتری ہے اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے بھلائی ہے۔

## روحانی معالج کی شرائط

روحانی علاج کے لیے ایک روحانی معالج بھی ضروری ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے روحانی معالج کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے ایمان کی دولت سے مالامال ہو۔ اسلام میں غیر مسلم سے روحانی علاج کروانے کی اجازت نہیں ہے۔ نبی پاک ﷺ نے خود اس سے منع کیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی ایک روایت مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے دم سے منع فرمایا، لیکن آل عمرو بن حزم نے آپ ﷺ کو اپنے دم کے کلمات سنائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔"ما رای باسافمن استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلیفعل"43لہذا جاہلیت کا یا غیر مسلموں سے سیکھا ہوا دم جس کے معنی معلوم نہ ہوں وہ بھی جائز نہیں۔ آیت قرآنیہ پر مشتمل ہو اگرچہ دعائیہ کلمات نہ بھی ہوں۔ ایمان کا ہونا روحانی معالج کی اولین شرط ہے۔ ایمان کے درج ذیل چھ ارکان ہیں:

(1)۔ اللہ تعالی پر ایمان لانا

(2)۔ فرشتوں پر ایمان لانا

(3)۔ اللہ تعالی کی آسمانی کتابوں پر ایمان لانا

(4)۔ اللہ تعالی کے رسولوں پر ایمان لانا

(5)۔ یوم آخرت پر ایمان رکھنا

(6)۔ تقدیر کے اچھے یا برے ہونے پر ایمان لانا۔

کفریہ اور شرکیہ کلمات اور منتر وغیرہ سے بھی علاج نہ کرے۔ کیونکہ شرک اور کفر کے کلمات سے علاج کرنے کا مطلب اس کا ارکان اسلام پر اعتقاد نہ ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ دراصل مصیبت زدہ لوگوں کو جب قرآن و سنت کے مطابق روحانی علاج کرنے والے عامل نہیں ملتے تو وہ مایوسی اور بے صبری میں ایسے نام نہاد عاملوں کے پاس چلے جاتے ہیں جو کفر و شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور اپنے پاس آنے والوں سے بھی غیر اسلامی کام کرواتے ہیں۔ اس لیے اس لحاظ سے روحانی علاج کی ضرورت و اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے جبکہ قرآن و سنت کے مطابق روحانی علاج کرنا کوئی مشکل کام بھی نہیں ہے۔ عصر حاضر میں بہت سے عامل بابا اور جعلی پیر کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ عصر حاضر کے خطرات کے پیش نظر حافظ مبشر حسین مزید درج ذیل شرائط بھی ذکر کی ہیں۔ "1۔ روحانی علاج سے پہلے معالج کا شادی شدہ ہونا چاہئے۔2۔ غیر محرم عورتوں کا علاج کرتے وقت ستر وحجاب کا اہتمام رکھیں اور ان کے محرم رشتہ داروں کی موجودگی ہی میں ان کا علاج کریں۔3۔ جو معالج اپنے نفس پر کنٹرول کرنے میں کمزور ہو، وہ صرف مردون کا علاج کرے، عورتوں کا روحانی علاج ہر گز نہ کرے۔4۔ عورتوں کا روحانی علاج عورتوں سے کروائیں۔ اور یاد رکھیں کہ عورت بھی روحای علاج کر سکتی ہے جیسا کہ امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا کے نبی کریم ﷺ پر دم کرنے والی حدیث اس سلسلہ میں بطور دلیل ذکر کی ہے۔ "44 روحانی علاج کرتے وقت بھی کئی امور پر پابندی لازم ہے۔ "1۔ ہر وقت باوضو اور پاک صاف رہنے کی کوشش کریں۔2۔ اپنی زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رکھیں۔3۔ ہر طرح کی برائی، معصیت، نافرمانی اور جرائم سے اجتناب کریں۔4۔ اپنے دل میں پروردگار عالم کا تصور ہر دم قائم رکھیں۔ سونے، جاگنے، گھر اور بیت الخلاء میں داخل ہونے اور نکلنے اور اسی طرح دیگر امور زندگی میں مسنون وظائف کا اہتمام ضرور کریں۔ صبح وشام کے اذکار ووظائف میں بھی سستی نہ کریں۔ "45 جسطرح عصر حاضر میں دم کی سند عطا کرنے کی روایت ہے اور ساتھ ساتھ دم سیکھنے کا جو طریقہ ہے۔ اس ضمن میں یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا دم یا روحانی علاج سیکھا بھی جاسکتا ہے اور اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ "رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہ کو کتاب سکھانے کے لیے حضرت شفا بنت عبداللہ کو مقرر فرمایا اور انہیں یہ بھی نصیحت فرمائی کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہ کو دم سکھائیں۔ "46 اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ روحانی علاج معالج اس وقت روحانی علاج شروع کرے جب وہ اس میں مہارت بھی رکھتا ہو۔ نااہل شخص علاج نہیں کر سکتا۔ اہلیت کے ضمن میں سنن ابی داؤد میں کچھ اس طرح سے روایت مذکور ہے: " قال رسول اللہ ایما طبیب تطبب علی قوم لایعرف لہ تطبب قبل ذلک فان عنت فھو ضامن "47 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس طبیب نے کسی قوم کا علاج کیا حالانکہ پہلے سے اس کا طبیب ہونا معروف نہ ہو اور اس نے مریضوں کو نقصان پہنچایا (اور ہلاک کیا) تو وہ نقصان کا ضامن ہو گا۔ تاہم جو شخص مناسب صلاحیت و اہلیت سے محرومی کے باوجود لوگوں کو روحانی علاج سکھائے، اس کی بابت اہل علم کا اجماع و اتفاق ہے کہ وہ مریض کی جان جانے کی صورت میں ضامن ہو گا۔ اور اس کو دیت دینی ہو گی۔ اس سلسلہ میں علامہ مرغینانی رقمطراز ہیں۔ "فاذا تعاطی علم الطب وعملہ وسلم یتقدم لہ بہ معرفة فقد هجم بجهله علی اتلاف الانفس واقدم بالتهور علی مالم یعلمه فیکون قد غرر بالعلیل فیلزمه الضمان لذالک و هذا اجماع من اهل العلم "48 "جو طب کی تعلیم بھی دینے لگے اور اس پر عمل بھی کرنے لگے حالانکہ اس نے پہلے خود اس فن کو حاصل نہ کیا ہو، چنانچہ اپنی ناواقفیت کے باعث وہ لوگوں کی جانیں ضائع کر رہا ہے اور غیر ذمہ داری کے باعث ایسا کام کر رہا ہے جس سے وہ خود واقف نہیں تو وہ مریض کو دھوکہ دے رہا ہے، لہذا اس پر تاوان واجب ہو گا۔ اس

پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ روحانی معالج ہو یا طبی معالج ہو یا اسی طرح مریض ہو سب کے لیے نیک ہونا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:"عن ابی موسی قال سمعت النبی غیر مرة ولا مرتین یقول : اذا کان العبد یعمل عملا صالحا فشغله عنه مرض اوسفر کتب له کصالح ما کان یعمل وهو صحیح مقیم"49" ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ سنا ، کہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے جب بندہ نیک کام کرتا رہتا ہے پھر کسی (عذر کی) وجہ سے یا سفر کرنے کی وجہ سے وہ اس کام کے کرنے سے رک جاتا ہے تو اس شخص کے لیے اسی قدر ثواب لکھا جاتا ہے جیسے کہ وہ تندرستی اور مقیم ہونے کی حالت میں کرتا تھا۔" اللہ کی تقدیر برحق ہے۔ اللہ کی تقدیر پر ایمان رکھنا ایمان کی بنیادی شرط ہے۔ لہذا روحانی معالج کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ کی تقدیر پر بھی ایمان رکھتا ہو۔ اور اپنے علم اور طاقت کو اللہ کی تقدیر کے مقابل نہ لائے۔ اس ضمن میں حافظ مبشر حسن رقمطراز ہیں۔ "روحانی علاج کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ اصول ذہن نشین رہے کہ دنیا میں بڑے سے بڑا جن، شدید سے شدید تر جادو اور عظیم سے عظیم تر قوت و طاقت والا دشمن بھی اس وقت تک کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک اس نقصان میں اللہ تعالی کی مرضی اور اس کی طے کردہ تقدیر کا فیصلہ شامل نہ ہو۔ یعنی اگر اللہ تعالی نے اس شخص کے بارے میں پہلے سے تقدیر میں کوئی نقصان، تکلیف، مرض، دکھ یا مصیبت وغیرہ لکھ رکھی ہے تو پھر وہ ضرور واقع ہو کر رہے گی لیکن اگر اللہ تعالی نے کسی کے لیے اس کی تقدیر میں پہلے سے کوئی تکلیف نہیں لکھی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت بھی اس شخص کو وہ تکلیف نہیں پہنچا سکتی۔"50

**روحانی علاج کروانے والوں کی شرائط**

روحانی علاج کروانے والوں کی بھی شرائط ذکر کی گئی ہیں۔" 1۔ مریض کو معلوم ہونا چاہیے کہ جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج کروانا مسنون عمل ہے لہذا اسے چاہیے کہ اپنے روحانی علاج کے لیے کسی ایسے معالج کا انتخاب کرے جو بذات خود مومن ہو، صحیح عقائد کا حامل ہو، جادوئی اور شیطانی عملیات کا سہارا نہ لیتا ہو۔ ورنہ ممکن ہے کہ مریض اپنے علاج کے سلسلہ میں کسی غلط عامل کے ہتھے چڑھ جائے جو اس کا عقیدہ و ایمان ہی خراب کر دے۔ 2۔ مریض کو چاہئے کہ وہ یہ بات اچھی طرح ذہن میں بٹھا لے کہ اللہ تعالی نے تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا ہے، وہ ہو کر رہے گا، الا یہ کہ انسان اپنے لیے خیر و بھلائی کی دعائیں کرتا رہے اور ان دعاؤں میں سے کوئی دعا قبول ہو جائے جس کی وجہ سے وہ کسی آنے والی مصیبت سے محفوظ ہو جائے۔ اور یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ لہذا مریض کو چاہئے کہ ہر حال میں صبر و شکر والا رویہ اپنائے اور ظاہری علاج معالجہ کے علاوہ اللہ سے خیر و بھلائی اور صحت و شفا کی دعا بھی کرتا رہے۔ 3۔ مریض کو یاد رکھنا چاہیے کہ بیماری کے علاج کے باوجود شفا اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب اللہ کا حکم ہو، لہذا اگر علاج معالجہ کے باوجود شفا نہ مل رہی ہو تو پھر بھی اس پر صبر کرنا چاہیے۔"51

**خلاصۂ بحث**

اسلام روحانی مذہب ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو روحانیت کا درس دیا ہے۔ روحانیت کا تعلق ہر چیز سے ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر کام اور ہر مسئلہ کو روحانیت یعنی اسلام کی تعلیمات کے مطابق حل کیا جائے۔ اسی طرح امراض کی دو اقسام ہیں۔ ظاہری امراض اور باطنی امراض اور امراض کے علاج کے لئے بھی دو اقسام ہیں۔ طبی علاج اور روحانی علاج۔ روحانی علاج کے قائلین تقریباً تمام ادیان کے ماننے والے ہیں۔ اسلام نے تمام امراض کے حل کا سرچشمہ قرآن مجید کی صورت میں دیا

ہے۔ قرآن کو شفاء کہا گیا ہے۔ عصر حاضر میں بھی دیکھا جائے تو ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں اس طریقہ علاج کو اختیار کیے ہوئے ہے کیونکہ اس حقیقت کا انکار نہیں ہے کہ قرآن وسنت میں بیان کیے گئے مختلف واقعات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ایلو پیتھی، ہربل میڈیسن کے ساتھ روحانی طریقہ علاج سے مختلف امراض کا علاج کیا جا سکتا ہے اور اس سے شفاء بھی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس میدان میں اکثریت جعلی عاملین کی ہے جو مختلف حیلوں بہانوں سے عامۃ الناس کو لوٹنے میں مصروف ہیں اس لیے اکابرین امت نے علاج، معالجین کے اوصاف اور کچھ شرائط بیان کر دی گئی ہیں جن کے مطابق روحانی علاج کرنے والے افراد کو معتبر مانا جائے گا، اس کے علاوہ دیگر کو جعلی عامل تصور کیا جائے گا۔ مقالہ ہذا میں یہ واضح ہوتا ہے کہ روحانی طریقہ علاج ایک بہترین طریقہ علاج ہے جس سے روحانی اور جسمانی طریقہ امراض کا شافی علاج ممکن ہے بشرطیکہ کے وہ شریعتِ اسلامی کے مطابق ہو۔

## References

[1] Tyloz Edward Burnett, *Primitive culture* (England, Researches into Development of Mythology, Paulist Press, 1871), 26.
[2] Sa'eed Ahmad Sa'eedī, *Maqāla: Shāh WalīAllah kā Rohānī Maqām-o-Martba* (Lahore: Majāla Majmāt AL-Islām, Punjab University, 2017), 10:261.
[3] Fakhar Al-Dīn Rāzī, *Mfāteeh al-Gāib* (Beirūt: Dār al-Faikr), 4:203.
[4] Mulla 'Alī Ibn Sultan Muhammad al-Qārī, *`Ayn al-`Ilm wa zayn al-Hilm* (Qāhira: Maktaba Saqfat al-Dīnia), 1:33.
.38), myadecabad, Europe AIslam( *nāIns-Ilm al* ,īzlāN Robaina [5]
[6] Nāzlī, *'Ilm al-Insān,* 39.
[7] Al-Isrā 17:85.
[8] Stamp- K, "Spirituality and Environment al-Education." *Austalian Journal of Environmental Education 7*, no. 7: 86.
[9] I.I Mitroff and E.A Denton, *A Spiritual audit of corporate America: A hard look at Spirituality, Religion and Values in the Workplace* (San Francisco: Jossey-Bass, 1999).
[10] S.A. Quatro, "New Age or Aged Old: Classical Management Theory and Traditional Organized Religion as Underpinnings of the Contemporary Organizational Spiritual Movement." *Human Resource Review 3*, no. 3 (2004): 228-29.
[11] Al-Maryam 19:96.
īḥāUbaidAllah Nahd Fī' , trans. Dr.*Tassuwar āniat kāIslam mein Roh,* ḥāFatt-Abd al [12] (Dehlī: Markzī Maktaba Islāmī Publishers, 2011), 19-20.
[13] Al-Qaṣaṣ 28:77.
[14] Al-A'rāf 7:31.
[15] Al-Baqara 2:200-202.
[16] Al-Baqara 2:176.
[17] Al-Hūd 11:15-16.
[18] Al-Naḥal 16:30.
[19] Al-An'ām 6:2.
[20] Al-Fāṭīr 35 :5.
[21] Al-Sabā 34:35.
[22] Abd al-Fattāḥ, *Islam mein Rohāniat kā Tassuwar,* 39.
[23] Al-Noor 24:37.
[24] Al-Zukhruf 43:32.

[25] Alap Ziā Goog, "Tārikhī Mādiāt aur Imrānī Taswurān, trans. Sarwat Solāt." *Fikr-o-Nazar I,* no. 12: 7.
[26] Dr. Saif al-Islam, *Science aur Rohāniat kī Tamseel: Majllah Rahat al-Qalūb* (2017), 1:6.
[27] Ziā, "Tārikhī Mādiāt aur Imrānī Taswurān, trans. Sarwat Solāt." *Fikr-o-Nazar,* 767.
[28] Ziā, "Tārikhī Mādiāt aur Imrānī Taswurān, trans. Sarwat Solāt." *Fikr-o-Nazar,* 767.
[29] Ziā, "Tārikhī Mādiāt aur Imrānī Taswurān, trans. Sarwat Solāt." *Fikr-o-Nazar,* 768.
[30] Abd Al-Ḥameed Ahmad Mukhtār, *Majma-tul-Lugha* (Beirūt: Dār al-kitāb, 2008), 2:1537.
[31] Abū Manzoor Muhammad Ibn Mukrram, *Lasān al-'Arab* (Beirūt: Dār al-Ṣadar, 1414), 1:553.
[32] Bū 'Alī Seena, *Al-Qānoon fī tib* (Kawait: Wazārat al-Sha'oon al-Islām), 1:13.
[33] Rawās Qaljī, *Mu'jam al-Lugha al-Fqīh* (Beirūt: Dār al-Nfāz, 1988).
[34] Raiees Ahmad, *Hermnatizam* (Karachi, Raiees Acedmy), 43.
[35] Muhammad Ibn Ismā'īl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitāb al-Tib* (Riāz: Dār al-Islām, 1999), 5691.
[36] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 589.
[37] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 5702.
[38] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 5722489 .
[39] Salmān Ibn Ashhas Abū Dā'wood Sajistānī, *Sunan Abū Dā'wood: Kitāb Al-Janāiz* (Lahore: Maktaba Raḥmānia), 2859.
[40] Muhammad Ibn Yazeed Ibn Mājah, *Sunan Ibn-e-Mājah: Kitāb Al-Tib*, 2243.
[41] Al-Tūba 9:51.
[42] Musilm Ibn Hajjāj al-Qusheyrī, *Ṣaḥīḥ Muslim: Kitāb al-Zāhid* (Beirūt: Dār AL-Kitāb), 7500.
[43] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: kitāb al-Islām*, 5732.
[44] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*: *Kitāb al-Tib*, 1569.
[45] Mubashir Hussain, *Insān aur Jādu Jinnāt*, 128.
[46] Sajistānī, *Sunan Abū Dā'wood: Kitāb Al-Janāiz*, 5739.
[47] Sajistānī, *Sunan Abū Dā'wood: Kitāb Al-Janāiz*, 5586.
[48] Burḥān al-Dīn Murghiānī, *Sharah Hidiya* (Lahore: Maktabah Kitāb Al-Hāroot, 2:235.
[49] Sajistānī, *Sunan Abū Dā'wood: Kitāb Al-Janāiz*, 3090.
[50] Hussain, *Insān aur Jādu Jinnāt*, 121.
[51] Hussain, *Insān aur Jādu Jinnāt*, 130-131.